احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

سوموار 4 اگست 2003ء

روزنامہ ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

سوموار 4 اگست 2003ء 5 جمادی الثانی 1424 ہجری-4 ظہور 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 174

مسجد الفتح

رسول کریم ﷺ نے غزوہ احزاب کے دوران ایک مقام پر تین دن تک خاص دعا کی تھی چوتھے دن آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت کی اطلاع ملی۔ اسی یادگار میں وہاں مسجد فتح تعمیر کی گئی۔ حضرت جابرؓ نے یہ واقعہ دیکھا تھا اس لئے انہیں جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو وہیں تشریف لے جاتے اور دعا کرتے۔

(مسند احمد جلد 3 ص 332 حدیث نمبر 14036)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2003ء کے دوسرے روز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا خطاب 26 جولائی 2003ء

خدا کے فضل سے 176 ممالک میں جماعت کا نفوذ ہو چکا ہے۔ کیوبا میں امسال جماعت کا قیام ہوا۔ امسال 518 نئی جماعتیں، 226 بیوت الذکر اور 281 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا

تعمیر بیوت الذکر کے بارہ میں ایمان افروز اور روح پرور واقعات کا تذکرہ

﴿قسط اول﴾

خطاب کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ 26۔ جولائی 2003ء 37 ویں جلسہ سالانہ برطانیہ منعقدہ 25 تا 27 جولائی 2003ء کے دوسرے روز سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا جس میں آپ نے دوران سال جماعت احمدیہ پر ہونے والے افضال الٰہی کے نظاروں اور تائید الٰہی کے واقعات کا ایمان افروز تذکرہ فرمایا اور مختلف شعبہ جات میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی ترقیات کا جائزہ پیش فرمایا۔

حضور انور پاکستانی وقت کے مطابق رات آٹھ بجکر دس منٹ پر پنڈال میں تشریف لائے تو فضاء نعرۂ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم ظفر اللہ پنٹو صاحب آف انڈونیشیا نے کی ترجمہ کے بعد مکرم عبدالمنعم ناصر صاحب نے حضرت مسیح موعود کا پاکیزہ منظوم کلام پیش کیا۔

حضور انور کا خطاب

حضور انور نے ساڑھے آٹھ بجے اپنے ایمان افروز خطاب کا آغاز سورۃ النحل کی آیت 19 سے فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ کے احسان شمار کرنے لگو تو ان کا احاطہ نہیں کر سکتے اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کے دن اللہ کے فضلوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو دوران سال جماعت احمدیہ پر ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ مذکورہ بالا آیت اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ ہم ان فضلوں کا احاطہ نہیں کر سکتے یہ فضل بارش کے قطروں سے بھی زیادہ ہیں۔ اس کے بعد حضور انور نے افضال الٰہی کا روح پرور تذکرہ شروع فرمایا۔

176 ممالک میں جماعت کا پودا

فرمایا اب تک دنیا کے 176 ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا خدا کے فضل سے لگ چکا ہے۔ اور ہجرت کے گزشتہ 19 سالوں میں مخالفوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے ان سالوں میں 85 نئے ممالک جماعت احمدیہ کو عطا کئے ہیں۔

کیوبا میں احمدیت کا نفوذ

امسال گلشن احمدیت میں داخل ہونے والا نیا ملک کیوبا ہے۔ یہاں انڈیا کے ایک دوست کے ذریعہ سے جماعت کا پودا لگا جو کام کیلئے وہاں گئے اور دعوت الی اللہ بھی کی۔ سپین مشن کے ذریعہ یہاں لٹریچر بھجوایا گیا۔ الحمد للہ کہ کیوبا کے دارالحکومت ہوانا میں 14 بیعتیں ہوئی ہیں اور جماعت کا قیام عمل میں آ گیا ہے۔

دو اور ممالک میں نفوذ

کیوبا کے علاوہ امسال دو مزید ممالک میں احمدیت کا پیغام پہنچا ہے۔ ٹرینیڈاڈ کے شمال میں ایک جزیرہ میں جماعت فرانس کے ذریعہ پیغام دیا گیا۔ فرانس کا وفد وہاں گیا اور دس ہزار کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم کئے گئے ریڈیو پر پروگرام نشر ہوا۔ اس کے نتیجہ میں 2 پھل حاصل ہوئے۔ انشاء اللہ اگلے سال میں جماعت کا قیام عمل میں آ جائے گا۔

جماعت جرمنی کے ذریعہ ساؤتھ امریکہ کے ایک ملک میں بھی جماعت کا پیغام پہنچا ہے اور ایک بیعت کی توفیق ملی ہے وہ نو مبائع بھی دعوت الی اللہ کر رہے ہیں۔ یہ ملک بھی انشاء اللہ اگلے سال احمدیت میں داخل ہوگا۔

نئی جماعتوں کا قیام

نئی جماعتوں میں پاکستان کو شامل نہیں کیا گیا۔ امسال 518 نئی جماعتیں 452 نئے مقامات پر قائم ہوئیں مجموعی طور پر 1060 نئے علاقوں میں احمدیت کا نفوذ اور جماعتوں کا قیام ہوا ہے۔ ہندوستان میں 220 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ کینیا میں 76، برکینا فاسو میں 44، کانگو میں 40، گیمبیا میں 39، نائیجر میں 24، غانا 16 سینیگال 12 اور سیرالیون میں 14 مقامات پر نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔

تعمیر بیوت الذکر

امسال 226 بیوت الذکر جماعت کو عطا ہوئی ہیں۔ ان میں 121 نئی تعمیر کی گئی ہیں جبکہ 105 بنی بنائی جماعت کو عطا ہوئی ہیں۔ ہجرت کے 19 سالوں میں اب تک 13291 بیوت الذکر کا اضافہ ہو چکا ہے۔ جن میں سے 11472 اماموں اور مقتدیوں سمیت عطا ہوئی ہیں۔

امریکہ میں ڈیلس کے مقام پر بیت الذکر کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے جب کہ ہیوسٹن، شکاگو اور ولنبر و میں زیر تکمیل ہیں اس کے علاوہ ڈیٹرائٹ میں قطعہ زمین خریدا گیا۔ اسی طرح ٹورانٹو کینیڈا کے نواحی علاقے میں قطعہ زمین خریدا گیا ہے۔ جرمنی میں ایک سو بیوت الذکر سکیم میں سے 2 تعمیر ہو گئی ہیں جبکہ 8 مقامات پر پلاٹ خریدے جا چکے ہیں۔ البانیہ میں بیت الاول کی تعمیر مکمل ہوئی ہے۔ برطانیہ میں عظیم الشان بیت الفتوح تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ بریڈفورڈ میں بیت الذکر کی تعمیر کی منظوری مل گئی ہے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31 جولائی 2003ء کو بیت الفضل لندن میں مندرجہ ذیل نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم ناصر الدین امجد صاحب مورخہ 25 جولائی 2003ء کو جلسہ سالانہ یو۔کے کے دنوں میں ڈیوٹی کے دوران کار کے حادثہ میں وفات پا گئے۔ آپ ایک مخلص جوان تھے جو تعمیر بیت الفتوح میں بھی کام کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی اہلیہ مکرمہ آنسہ احمد کے علاوہ چار بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

مکرم پرویز اختر عابد صاحب۔ آپ مورخہ 27 جولائی 2003ء کو بقضائے الٰہی انتقال کر گئے۔ وفات کے وقت ان کی عمر 51 سال تھی۔ آپ ڈیڑھ سال تک M.T.A میں بھی خدمات بجا لاتے رہے ہیں۔ آپ ساؤتھ آل جماعت کے ممبر تھے۔ آپ نے اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور مرحوم سے مغفرت اور رحمت کا سلوک فرمائے۔ آمین

نماز جنازہ غائب

مکرم بریگیڈیئر افتخار احمد میر صاحب آف راولپنڈی کو 17 جولائی 2003ء کو نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ آپ کی عمر 64 سال

باقی صفحہ 8 پر

تاریخ احمدیت
منزل بہ منزل
دین اور انسانیت کی خدمت کا سفر

مرتبہ ابن رشید

1996ء (6)

26 نومبر تا 5 دسمبر حضور کا دورہ ڈنمارک اور سویڈن

26 نومبر حضور کی لندن سے روانگی۔

27 نومبر حضور کی کوپن ہیگن ڈنمارک میں آمد اور جلسہ سے خطاب۔

29 نومبر حضور سویڈن تشریف لے گئے حضور کا خطبہ جمعہ مالموسویڈن سے براہ راست نشر کیا گیا۔

نومبر رچنا ٹاؤن لاہور کے ایک احمدی ڈاکٹر کی تدفین میں رکاوٹ ڈالی گئی۔

یکم دسمبر کینیڈا میں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے صد سالہ جشن کے سلسلہ میں خاص تقریب منعقد ہوئی۔

5 دسمبر حضور کی سویڈن سے لندن واپسی۔

6 دسمبر سسکاٹون کینیڈا میں جماعت کے نئے مرکز کا افتتاح ہوا۔

8,7 دسمبر خدام الاحمدیہ برطانیہ کی 8 ویں مجلس شوریٰ۔

15,14 دسمبر برازیل کا چوتھا جلسہ سالانہ۔

15 دسمبر لجنہ اماء اللہ ربوہ کے تحت ہومیو پیتھک کلینک کا اجراء۔ اس کا باقاعدہ افتتاح 30 دسمبر کو ہوا۔

20 تا 22 دسمبر جلسہ سالانہ فجی۔

24 دسمبر نیویارک امریکہ میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے سلسلہ میں خصوصی تقریب منعقد ہوئی۔ حاضری 600 سے زائد تھی۔
جماعت احمدیہ کے علاوہ 5 مذاہب کے نمائندگان نے تقاریر کیں۔

26 تا 28 دسمبر 104 واں جلسہ سالانہ قادیان۔ حضور نے لندن سے افتتاحی اور اختتامی خطاب ارشاد فرمائے۔ 21 ممالک کے 5 ہزار سے زائد احمدیوں کی شرکت۔
جلسہ سالانہ پر نو مبایعین کو لانے کی خصوصی مہم شروع کی گئی۔ 900 نو مبایعین شریک ہوئے۔

26 تا 28 دسمبر جلسہ سالانہ غانا۔ 46 ہزار افراد کی شرکت۔

27 دسمبر حضور نے مشرقی یورپ کے ممالک کے لئے 15 لاکھ ڈالر کی مالی تحریک کا اعلان فرمایا۔

دسمبر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے موضوع پر خلافت لائبریری ربوہ میں نمائش منعقد ہوئی۔

متفرق

____ جرمنی بھر میں تعلیم القرآن کلاسز کا انعقاد۔ 450 سے زائد طلبہ وطالبات شریک ہوئے۔

____ لجنہ جرمنی کی طرف سے 136 سٹال لگائے گئے۔ 118 لائبریریوں میں لٹریچر رکھوایا گیا۔

____ انٹرنیٹ پر احمدیہ ویب سائٹ نے حضور کا خطبہ جمعہ نشر کرنا شروع کیا۔

____ امریکہ میں سان ہوزے اور بوسٹن مشن کا قیام۔

____ امریکن بیت الفضل واشنگٹن میں ایم ٹی اے کے سٹوڈیو کا افتتاح۔ 1998ء میں اسے بیت الصادق کے قریب منتقل کیا گیا۔

دعوت الی اللہ کے سنہری گر

(87)

پر حکمت نصائح
ایمان افروز واقعات

مرتبہ: عبدالستار خان صاحب

بھلائی کی طرف

آغاز نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مکہ کی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک اس طرف سے ابو طالب کا گزر ہوا۔ جب آپ نماز ختم کر چکے تو اس نے پوچھا بھتیجے یہ کیا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''چچا! یہ دین الٰہی اور دین ابراہیم ہے'' اور آپؐ نے ابو طالب کو مختصر طور پر اسلام کی دعوت دی کہ خدا نے مجھے بندوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور میں تمہیں ہدایت قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں لیکن ابو طالب نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں اپنے باپ دادا کا مذہب نہیں چھوڑ سکتا مگر ساتھ ہی اپنے بیٹے حضرت علیؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہا ''ہاں بیٹا تم بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ دو کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں سوائے نیکی کے اور کسی طرف نہیں بلائے گا۔ (سیرۃ ابن ھشام ص246)

حضرت ابو بکرؓ کی تبلیغ اسلام

حضرت ابو بکرؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد لوگوں میں تبلیغ اسلام شروع کر دی۔ آپ کی خوش اخلاقی اور علم کے سبب آپ کی قوم کے بہت سے لوگوں کی آپ کے پاس نشست و برخاست رہتی تھی جن دوستوں اور ہم نشینوں کو آپ پر اعتماد تھا ان کو آپ نے براہ راست دعوت اسلام دینی شروع کی چنانچہ آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں حضرت عثمانؓ، زبیر بن عوامؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور طلحہ بن عبیداللہؓ کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ حضرت ابو بکرؓ انہیں لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جس شخص کو بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے ابتداء میں تردد سے کام لیا سوائے ابو بکر کے کہ جس وقت میں نے ان سے اسلام کا ذکر کیا تو کچھ تردد نہ کیا اور فوراً قبول کر لیا۔
(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ص249)

معتقدین میں شامل ہو گئے

حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب ابن حضرت صوفی احمد جان صاحب بیان کرتے ہیں میرے والد صاحب کو حضرت مسیح موعود کی اطلاع اس وقت ہوئی جبکہ ''براہین احمدیہ'' کے تین حصے شائع ہوئے تھے۔ انہوں نے جب ان تین حصوں کو پڑھا۔ اس وقت حضرت اقدس کی عقیدت وارادت آپ کے دل میں مستحکم ہو گئی۔ اس کے بعد براہین احمدیہ حصہ چہارم شائع ہوئی۔ والد صاحب کی ارادت سے آپ کے اہل وعیال اور مریدین بھی زمرۂ معتقدین میں شامل ہو گئے اس وقت حضرت اقدس کا مجدد ہونے کا دعویٰ تھا میرے والد صاحب نے حضرت صاحب کے اس دعویٰ کو قبول کر کے اپنے دوستوں اور واقف کاروں اور ناواقفوں میں بڑی سرگرمی سے اشاعت شروع کر دی اور ایک طویل اشتہار بھی دیا۔
(الفضل 28 دسمبر 2001ء ص53)

محبت کا جوش پیدا ہو گیا

حضرت حکیم محمد حسین صاحب المعروف مرہم عیسیٰ اپنے احمدی ہونے کا باعث یہ بیان کیا کرتے تھے کہ آپ سر سید احمد خان صاحب مرحوم کی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد حضرت صاحب کا تذکرہ سنا اور کچھ اشتہارات بھی دیکھے۔ براہین احمدیہ بھی پڑھنے کا موقعہ ملا۔ اس سے آپ کے دل میں حضرت کی محبت کا جوش پیدا ہوا۔ اور آپ قادیان تشریف لے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وساطت سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔
(تاریخ احمدیت لاہور ص132)

پبلشر آغا سیف اللہ ' پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے پچاس پیسے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی

مجلس عرفان

ریکارڈنگ
6 جنوری 1995ء

ورثہ کی تقسیم

سوال: قرآن کریم کے بیان کردہ نظام وراثت میں مختلف ورثاء کے حصوں میں کمی بیشی کیوں ہے برابر کیوں نہیں؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام دنیا کے نظام وراثت سے یہ مختلف نظام ہے اور کہیں دنیا میں آپ کو یہ حکم نہیں ملے گا کہ مردے کے باپ کا بھی حق ہے۔ اس کی بیوی کا بھی حق ہے۔ اس کی ماں کا بھی حق ہے۔ اس کے فلاں رشتہ دار کا بھی حق ہے۔ قریبی ہیں ان کا حق ہے۔ تو پہلی بات تو ذہن میں یہ ابھرتی ہے کہ اس تقسیم کی حیثیت کیا ہے تقسیم کی اصل حیثیت یہ ہے کہ مالکیت خدا کو لوٹتی ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم ہی وارث ہیں۔ دنیا میں تم سب کچھ چھوڑ جاؤ گے تو ہم وارث بنیں گے۔ وارث سے مراد یہ ہے کہ اصل وارث خدا ہے۔ جس نے گویا عــــاریۃً دیا ہوا تھا۔ اور خدا یہ پسند کرتا ہے کہ اس وراثت کو میں اس طرح لوگوں میں تقسیم کروں تو یہ اس کی فلاسفی پیش نظر رکھنی چاہئے۔ اس سلسلے میں یہ یاد رکھیں کہ مغربی معاشرہ کے برعکس ساری اولاد لازماً اور اس کے علاوہ دیگر اقرباء بھی اس ورثے میں شامل کر دیئے گئے۔ دوسری بات یہ قابل ذکر ہے کہ مردوں کا حصہ دگنا رکھا اس کا اس اقتصادی نظام سے یہ تعلق ہے کہ دینی معاشرہ اور اقتصادی نظام میں مرد اپنی بیوی اپنے بچوں کے اخراجات کا ذمہ دار ہے۔ عورت ان کی نگہداشت اور تربیت کی تو ذمہ دار ہے خرچ پورا کرنے کی ذمہ دار نہیں ہے۔ اب اس بات کو سمجھ کر ذہن میں سوال اٹھے تو یہ اٹھنا چاہئے کہ مرد کو تھوڑا دیا ہے۔ عورت کو زیادہ دے دیا ہے۔ مرد کو اس لئے تھوڑا دیا ہے کیونکہ ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ صرف بیوی کو نہیں بچوں کو بھی پالنا ہے۔ سارے گھر کو چلانا ہے جو سرمایہ چھوڑا جاتا ہے۔ اس کو اس اقتصادی نظام میں ایک معمولی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ بہت کم صورتوں میں سرمایہ زیادہ ہوتا ہے۔ ورنہ تعلیم یافتہ لوگ، غریب ڈل کلاس کے سارے اپنی محنت کی کمائی کھاتے ہیں۔ اور مرد چونکہ کمانے کی اہلیت رکھتا ہے۔ معاشرہ میں اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ کمائے وہ صرف ورثے پر نہیں پلے گا۔ بلکہ خود اپنی کمائی بہت سی ایسی کرے گا۔ جس سے وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرے گا۔ اس لئے اگر ناانصافی ہے کسی کے ذہن میں تو یہ کہ ذمہ داری بہت زیادہ ہے اور دیا تھوڑا ہے۔

اگلا پہلو اس کا یہ ہے کہ عورت کو آدھا دے دیا۔ اور کہا تم نے گھر میں رہنا ہے۔ زیادہ تر ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔ بچے پالنے ہیں۔ پیٹ میں نو مہینے رہیں گے۔ تو اس بے چاری کو اس کی نشوونما کے لئے بھی بہت تھوڑا وقت ملتا ہے۔ تو گہری نفسیاتی باتیں بیان ہوئی ہیں۔ جن پر مقنن کی نظر ہونی چاہئے اور ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ مقنن یعنی قانون بنانے والا ہے۔ وہ ان سارے عوامل کو پیش نظر رکھ کے یہ قوانین تجویز فرماتا ہے، تو اس لئے یہ بات بھی قرآن کریم نے کھول دی کہ مرد کو اگر قوام فرمایا گیا ہے تو اس وجہ سے فرمایا گیا ہے کہ اللہ نے اسے اقتصادی لحاظ سے فضیلت بخشی ہے۔ کہ وہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے۔ اگر کسی مرد سے وہ فضیلت جاتی رہے۔ تو اسی حد تک وہ قوام نہیں رہے گا۔

اور آپ نے دیکھا ہے کہ جن کی بیویاں کماتی ہیں اور مرد گھر بیٹھے ہوں یا مجبور ہوں بے چارے تو وہاں مرد کی بات نہیں چلتی وہاں عورت کی ہی چلتی ہے۔

اس لئے قرآن کریم کی تعلیمات میں گہری حکمتیں ہیں عورت جو کمائے اس پر مرد کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور بعض لوگ عورت سے کہتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ پر خرچ کرو۔ فلاں پہ خرچ کرو۔ یہ کرو وہ کرو اور شادی کمانے والی سے اس نیت سے کرتے ہیں کہ اپنی جو پرانی کمیاں ہیں وہ بھی دور کریں۔ تو یہ ناجائز ہے زبردستی کرنے کا بالکل کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن محبت کے تقاضے اگر مرد پورے کرتا ہے۔ تو اس کو مانگنے کی بھی ضرورت نہیں۔

عورت کی نفسیات میں یہ بات داخل ہے کہ اس کو مال کی وہ محبت نہیں ہوتی جو مردوں کو ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے۔ بظاہر عورت میں نظر آنی چاہئے مگر عورت اپنے معاملات میں مرد پر بہت زیادہ اعتبار کرتی ہے۔ اب قانون دان کی باریک چیزوں پر نظر ہونی چاہئے۔ اور اللہ سے بہتر اور نفسیات کو کون سمجھتا ہے۔ اور دنیا کے ہر کونے میں یہی دکھائی دیتا ہے کہ مرد اپنے پیسوں کے معاملات میں عورت کو اتنی کھلی چھٹی نہیں دیتا۔ جتنی عورت اپنے پیسے کما کر دے دیتی ہے۔ افریقہ میں اس کی مثال بڑی واضح ہے وہاں بکثرت ایسی مثالیں ہیں کہ عورتیں کمانے والی ہیں۔ اور مرد خالی بیٹھے ہیں۔ یا بہت معمولی کمائی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہاں مردوں کا فنانشل کنٹرول ہوتا ہے۔ وہ ان کے مشورے سے ان کی اجازت سے خرچ کرتی ہیں۔ یہ جو نفسیاتی کیفیت ہے اس کے پیش نظر عورتوں کے لئے معاشرے میں عزت اور حسن کا مقام پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مرد کو اجازت نہیں دی۔ کہ اس سے زبردستی کچھ چھینے۔ اگر وہ زبردستی چھیننے کا حقدار ہوتا۔ اور یہ اصول ہوتا کہ عورت بھی خاندانی ضرورتوں کو پورا کرنے کی برابر کی ذمہ دار ہے تو مرد نے اس سے حسن سلوک کرنا ہی نہیں تھا۔ عورت کرتی ہے۔ جب اسے موقع ملتا ہے۔ مرد تو پھر اس سے زبردستی چھین کے کہتا ہے تم مجھے حساب دو۔

میرے پاس کئی شکایتیں آتی ہیں عورت روتی پیٹتی ہے کہتی ہے میں کما رہی ہوں مجھ سے حساب مانگ رہا ہے۔ کہ تم نے اپنی بہن کو کیوں بھیج دیا۔ اپنی ماں کو کیوں بھیج دیا۔ میں پھر اس کو سختی سے روکتا ہوں کہ خبردار جو اگر تم نے ایسی حرکت کی۔ جو اس کی کمائی ہے وہ اس کی ہے تم گھر جا کے بیٹھو۔ تو یہ وہ مصلحتیں ہیں۔ جن کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے عورت کو نصف اور مرد کو دگنا دیا۔

مگر اس کے علاوہ ایک اور حکمت کارفرما ہے جو پیش نظر نہ رکھ کر بہت سے فقہا نے قرآن کے منشاء اور مفہوم کے خلاف فیصلے دے دیئے ہیں۔ اس لئے میں نے اپنے فقہا کو کہا کہ دوبارہ غور کرو۔

قرآن کریم سے یہ پتہ چلتا ہے کہ زندگی میں ایک شخص جس کی دیکھ بھال کا ذمہ دار بنتا ہے۔ زندگی کے بعد بھی وہی اصل وارث ہے۔ یہ نہیں ہے کہ دوسرے وراثت کے حق میں شامل ہو جائیں۔ اگر کسی وجہ سے وہ کلالہ رہ جاتا ہے جس کی اولاد ہی کوئی نہیں۔ تو پھر مجبوراً کچھ ان کو بھی دینا پڑتا ہے۔ لیکن اقربین کا ایک محاورہ ہے ایک وہ ورثاء جو قریبی ہیں۔ ورثا بھی ہیں اور اقرب بھی ہیں۔ تو اصول یہی ہے کہ جن کی ذمہ داری کسی شخص پر عائد ہوتی ہے۔ ان کو زیادہ ملے گا۔ جو نسبتاً دور ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ ان کو کم ملے گا۔ اس لئے اگر ایسی صورت کوئی پیدا ہو جائے۔ کہ لفظی پیروی کے نتیجہ میں معاملہ الٹ جائے۔ جن کی ذمہ داری تھی۔ ان کو تھوڑا مل جائے اور جو دوسرے ہیں ان کو زیادہ مل جائے تو ضرور رخنہ پیدا ہوا ہے۔ اور قرآن کی فلاسفی کے خلاف بات ہوئی ہے۔

میں نے اس کی مثال لکھ کے بھیجی ہے۔ معین مثال میرے ذہن میں ہے۔ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک خاتون ہیں جن کی ایک ہی بیٹی ہے اور ان کے بھائی بھی ہیں۔ اس کے خاوند کی جائیداد سے مروجہ اصولوں کے مطابق بیٹی کو نصف سے زیادہ نہیں ملے گا اور باقی نصف اس کی بیوی کے بھائی کو مل جائے گا۔ جو نہ پالنے پوسنے میں کبھی ذمہ دار تھا۔ نہ اس کا کوئی حق تسلیم ہوا۔ جس نے کمایا اس کی زندگی میں اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ بلکہ آتا تھا تو شرم کے مارے جلدی جانے کی کوشش کرتا تھا۔ کیونکہ وہاں معاشرے میں بڑے غلط تصورات ہیں۔ کہ اپنی بہن کے گھر نہیں رہنا۔ احمدیت میں خدا کے فضل سے یہ نہیں ہے۔ مگر بہت جگہ ہیں۔ تو ایسا بھائی جو اس مرد کی زندگی میں فوت ہو گیا اور بیوی کو جائیداد دے کر گیا ہے۔ یا اپنی بچی کے لئے کچھ چھوڑ کے گیا ہے۔ اس کے متعلق یہ فتویٰ ہے کہ آدھا بیٹی کو کچھ بیوی کو اور باقی اپنے بھائی کو دینا پڑے گا۔ حالانکہ بھائی نہ اس کا ذمہ تھا نہ حقدار تھا۔ ایک مثال میں بیان کر رہا ہوں بہت سی ایسی مثالیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ رخنے پیدا ہو گئے ہیں۔ تبھی حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر فرمایا کہ جو وراثت کے اور پرانے فقہی قوانین ہیں یہ درہم برہم ہو چکے ہیں۔ ان میں بہت سے رخنے پیدا ہو گئے ہیں۔ اس لئے ازسرنو اصولوں کے استخراج کی ضرورت ہے اور قرآنی فلسفے کو سمجھ کر اس کے مطابق احادیث اور دوسری روایات کی تفہیم یا توضیح کرنی پڑے گی۔ اس کے بغیر بات نہیں بنتی۔ یہ میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ کہ ایک حصہ تو بڑا واضح ہے۔ لیکن آگے پیچیدہ حصے پیدا ہو جاتے ہیں۔

ان پیچیدہ حصوں میں ایک یہ بھی پیچیدگی ہے کہ بعض دفعہ یہ فرمایا گیا ہے کہ فلاں کو بھی دو۔ اقرباء کو بھی دو۔ لیکن کیا وہ ضروری حکم تھا۔ یا نصیحت تھی۔ نصیحت تھی تو اس کا کیا مقام ہے اور ضروری حکم تھا تو معاشرہ کو کس حد تک اختیار ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں جہاں یہ ذکر آتے ہیں۔ وہاں یہ تو فرمایا گیا ہے کہ اس وصیت کے مطابق اس کو چاہئے کہ وصیت کرے۔ لیکن اگر وہ وصیت نہ کرے۔ تو پھر کیا معاشرہ اس کو تبدیل کر دے گا۔ یہ ایک الگ بحث اٹھ جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل وصیت زندگی میں اس شخص کو ہے جس کے مرنے کے بعد اس کا ورثہ تقسیم ہوگا۔

اور اللہ اس کو بتانا چاہتا ہے کہ میرا یہ منشاء ہے اب وہ جو منشاء سمجھتا ہے اس کے مطابق ایک وصیت کر جاتا ہے۔ کیا معاشرہ اس کو الٹا سکتا ہے کہ نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مطلب تھا یہ ایک الگ بحث اٹھ کھڑی ہوگی کیا کوئی ایسا واقعہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہ اس طرح الٹائے گئے ہوں۔ یا جماعت کی تاریخ میں کہ زبردستی تبدیل کر دیئے گئے ہوں۔ یہ ساری باتیں غور طلب ہیں۔ اگر ان کو حل نہ کیا گیا تو کئی لوگوں میں حرص اٹھے گی۔ جھگڑے شروع ہونگے۔ کہ اصل وارث محروم رہ جائیں گے۔ دوسرے نظریں رکھیں گے یا ہاتھ ڈالیں گے عجیب وغریب مسئلے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ دور دور تک بات کو پہنچا دیا ہے کہ اگر کسی کی بیوی ورثہ پاتی ہے اور بے اولاد ہے تو کیا اس کے بھائیوں وغیرہ کو کچھ ملے گا کہ یا صرف چونکہ خاوند کا تھا اس لئے اس کے بچوں میں سب میں تقسیم ہو جائے گا تو دیکھیں مسئلے کس طرح پیچیدہ ہوتے چلے جاتے ہیں اور انسانی حرص کہیں بھی رکتی نہیں ہے اس وجہ سے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ الجھے ہوئے معاملات ہیں۔ ان پر زیادہ وسیع نظر ڈالتے ہوئے اور قرآنی مطالب کی روح کو پہلے متعین کرنے کے بعد نہ کہ فقہا کی بنائی ہوئی اصطلاحوں کی پیروی کرتے ہوئے۔ از سر نو ہمیں خصوصاً ورثے کی تقسیم کے متعلق اصول طے کرنے ہونگے اور اس کے مطابق جماعت کی تربیت کرنی ہوگی۔

ایک اور چیز اس میں بڑی اہم ہے۔ کیا کسی شخص کو اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کے تصرف کا حق ہے کہ نہیں۔ یہ تو رسول کریمؐ کی طرف سے نصیحت ہے کہ اولاد میں فرق نہ کرو۔

اس کو یہ حق ہے کہ اپنی زندگی میں اپنے بچوں کو دے۔ لیکن یہ حق نہیں ہے کہ اپنے بچوں میں تفریق کرے۔ لیکن یہ کہیں نہیں ملتا۔ کہ کسی نے سب کچھ اپنے بچوں کو یا بیٹیوں کو دے دیا ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمایا ہو۔ کہ نہیں فلاں فلاں کا بھی حق ہے۔ تم مر گئے تو وہ کہاں سے کھائیں گے کہیں ذکر نہیں۔ بلکہ انسان کو اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا پوری طرح متصرف اور حقدار قرار دیا ہے۔

اسی کے پیش نظر پوتے کے ورثے کا معاملہ چلا ہے۔ قرآن کریم اصول کے اوپر قائم رہتا ہے۔ اور جو جذباتی باتیں ہیں۔ ان کے حل الگ تجویز کرتا ہے۔ اصول اگر یہ ہو کہ جو شخص زندہ ہے اس کے وارث اس کی زندگی میں اس کی جائیداد کے حقدار نہیں ہیں۔ اور اس پر قانوناً زبردستی کر کے کچھ نہیں چھین سکتے جب یہ اصول تسلیم ہو گیا تو جو بھی تقسیم ہوگا۔ مرنے کے بعد ہوگا سوائے اس کے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنی زندگی میں کسی کو دے دے۔ کیونکہ مالک وہ ہے خدا نے اس کو ملکیت دی تھی۔ جب تک وہ مرتا نہیں اس کی ملکیت لوٹتی نہیں۔ اب مالک ہونے کی حیثیت سے اگر وہ کچھ کسی کو دیتا ہے۔ تو کوئی دوسرا اس پر اعتراض کا حق نہیں رکھتا۔ اگر یہ اصول درست ہے۔ تو اس کے نتیجے میں اگر اس کی زندگی میں اس کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے۔ تو ایسی حالت میں فوت ہوا کہ وہ ابھی وارث نہیں ہوا تھا۔ اور چونکہ وارث نہیں ہوا تھا۔ اس لئے جو کچھ اس کا اپنا کمایا ہوا تھا اس کے بچوں کو وہ تو ملے گا۔ لیکن باپ سے چھین کر نہیں دیا جا سکتا۔ اب اس کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ اگر وہ واقعۃً مالک بن چکا تھا۔ تو اس کے مرتے ہی باپ کی جائیداد سے چھین کر اس کو دلوانا چاہئے۔ لیکن یہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اصولاً فقہاء نے یہ حق تسلیم کیا ہوا ہے۔ کہ اس کی زندگی میں چھیننے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر حق نہیں ہے۔ تو وہ حق منتقل کیسے ہو گیا اس شخص کو جو جا چکا ہے۔ اس لحاظ سے پوتے کے لئے ورثہ قانوناً فرض نہیں ہے۔ پوتے کی بحث ہی نہیں ہے۔ بحث یہ ہے کہ ہر باپ کا ورثہ اس کی اولاد کو ملے۔ پوتے کی بات تو میں کہتا ہوں بالکل بے تعلق ہے۔ پوتے کی بحث نہیں ہے یہ بحث ہے۔ کہ باپ کا ورثہ اولاد کو ملتا ہے۔ قرآن کریم نے دادے کا ورثہ پوتے کو دینے کا کہیں ذکر نہیں فرمایا۔ اتنا سادہ سا اصول ہے۔ اس کو توڑنے کا کسی کو کیا حق ہے ہر باپ کا ورثہ اس کی اولاد کو ملتا ہے۔ اور ورثہ تب بنتا ہے جب وہ مرے اور مرنے سے پہلے مالک نہیں ہوا تو اس کا ورثہ بنا ہی نہیں۔ دوٹوک بات ہے۔ لیکن دادے کو چونکہ وہ مالک ہے اپنی زندگی میں یہ حق ضرور ہے کہ اپنے کسی بیٹے کی اولاد کو خود دے بڑے شوق سے۔ اگر جذبات کی بات ہے تو سب سے زیادہ قریبی باپ ہے۔ جس کے سامنے اس کا بیٹا مرا ہے۔ اگر وہ اس کے لئے کچھ نہیں کرتا۔ اس کی اولاد کے لئے تو معاشرہ پھپھے کٹنی بن رہا ہے۔ کہ ماں سے زیادہ چاہتا ہے۔ اس لئے نصیحت یہ ہونی چاہئے سارے معاشرے میں کہ کسی کا جوان بیٹا فوت ہو۔ تو اس کے بچوں کو اس کی اولاد کے لئے بیوی بچوں کے لئے دادا جو زندہ ہے وہ اپنی طرف سے خدمت کے طور پر اور اقربیت کے حق کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضرور دے کچھ یا وصیت کر جائے اگر وہ وصیت کر جائے تو پھر کسی کے لئے کوئی عذر نہیں ہے۔

پرہیز علاج سے بہتر ہے

پاکستان کی آبادی زیادہ تر غریب عوام پر مشتمل ہے جو دل کے علاج و معالجہ کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے۔ اینجو پلاسٹی، دل کے بائی پاس آپریشن اور دل کے والوز کی تبدیلی انتہائی مہنگا علاج ہے۔ ان سب بیماریوں سے بچنے کے لئے پرہیز ضروری ہے۔ کیونکہ دل کی بیشتر بیماریاں خوراک میں بے احتیاطی اور عدم ورزش سے پیدا ہوتی ہیں۔ دنیا بھر کے ڈاکٹرز اس وقت دل کی بیماریوں سے بچاؤ پر زور دے رہے ہیں۔ ان خطرات سے بچاؤ کے لئے سبزیوں، وٹامنز کا استعمال اور ورزش کی ضرورت ہے۔

کانگو میں احمدیہ مشن کی مختصر تاریخ

صدیق احمد منور صاحب سابق مشنری انچارج زائر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد کے مطابق خاکسار زائرے (کانگو) احمدیہ مشن کے آغاز کے لئے 13/ جون 1984ء کو ربوہ سے روانہ ہوا۔ اور 20/ جون 1984ء کو زائرے کے دارالحکومت کنشاسا Kinshasa پہنچا۔ گویا کہہ سکتے ہیں کہ 20/ جون 1984ء کو وہاں مشن قائم ہوا۔

3/ فروری 1987ء کو حکومت کی طرف سے جماعت کو اتھارٹی لیٹر موصول ہوا جس کی روشنی میں جماعت اپنی سرگرمیاں کر سکتی تھی۔

16 مارچ 87ء تا 23 مارچ 87ء مکرم مولانا مبارک احمد ساقی صاحب سابق ایڈیشنل وکیل التبشیر لنڈن نے زائرے کا دورہ کیا۔

16/ اپریل 1987ء کنشاسا میں احمدیہ مرکز کے لئے ایک عمارت خریدی گئی۔

ستمبر 1987ء میں بروموں کے علاقہ میں کرایہ کی عمارت میں دو سکولوں کا آغاز کیا گیا۔ ایک پرائمری اور دوسرا اسیکنڈری سکول۔

9/ فروری 1988ء کو جماعت نے Kinshasa میں سکول اور کالج کے لئے عمارت خریدی اس میں نرسری سے لے کر ایف ایس سی تک سکول کھولا گیا۔ 5/ ستمبر 1988ء کو مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید زائرے کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ 9/ اکتوبر 1988ء کو پہلی مرتبہ اس ملک میں یوم دعوت الی اللہ منایا گیا اس میں 16/ احمدیوں نے شرکت کی۔

17/ اکتوبر 1988ء کو ریپبلک آف سنٹرل افریقہ کے سفیر H.E.Mr.S.M.Kembe سے احمدیہ وفد کی ملاقات ہوئی اور احمدیہ لٹریچر انہیں دیا گیا۔ یکم دسمبر 88ء کو روزنامہ Elima نے جماعت احمدیہ کی سوشل سرگرمیوں کا ذکر کیا۔

☆ 10/ جولائی 89ء کو معلمین کلاس کے ایک سالہ کورس کا آغاز کیا گیا۔

☆ 22/ ستمبر تا 11/ اکتوبر 1989ء مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب وکیل المال ثانی تحریک جدید نے دورہ کیا۔

☆ 6، 7/ اکتوبر 1990ء کو مجلس خدام الاحمدیہ زائرے کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔

☆ 11/ اکتوبر 1990ء کو زائرے میں AIDS کے متعلق انٹرنیشنل کانفرنس میں غانا کے احمدی ڈاکٹر Mubarak OSEI Kwasi کی شرکت اور ان کے اعزاز میں جماعت کی طرف سے ایک استقبالیہ دعوت دی گئی۔

24/ اپریل 1991ء کو زائرے میں پہلی مرتبہ ایک تربیتی سیمینار کا انعقاد ہوا۔

8/ مئی 91ء کو سابق وزیر انصاف Mr.Singa سے احمدی وفد کی ملاقات ہوئی اور فرانسیسی ترجمہ قرآن کریم کا تحفہ دیا گیا۔

19/ جولائی 91ء احمدیہ وفد نے نائب وزیر اعظم Mr.Kasimbi سے ملاقات کی۔ جماعت کا تعارف کرایا اور احمدیت کا لٹریچر پیش کیا گیا۔

5/ اور 12/ جون 1993ء کو جماعت کی طرف سے فری میڈیکل کیمپ Kinkole کے مقام پر لگایا گیا۔ 4 صد افراد کا مفت علاج کیا گیا۔

15/ جون 93ء پہلی مرتبہ جماعت نے محمدان بائبل کا فرانسیسی ترجمہ ایک ہزار کی تعداد میں شائع کیا۔

29/ اگست 93ء کو پہلی مرتبہ جماعت زائرے نے عطیہ خون کا پروگرام منعقد کیا۔ 40 بوتلیں خون کا تحفہ حکومت کے بلڈ بنک کو پیش کیا اخبارات اور ٹیلی ویژن پر اس کا خوب چرچا ہوا۔

جون، جولائی 93ء میں ایک ماہ کی دعوتی مہم چلائی گئی مختلف مقامات پر وفود بھیجے گئے۔

4، 5/ دسمبر 93ء کو جماعت احمدیہ کانگو کا دوسرا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔

کانگو اور اس کا ماحول

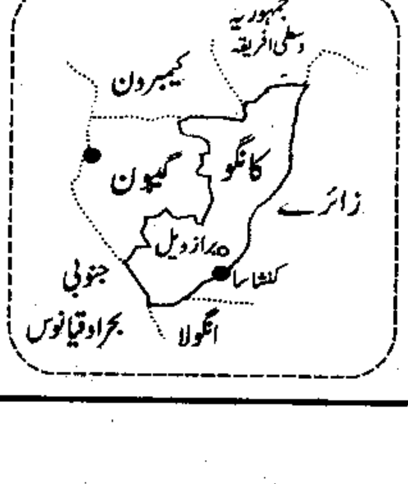

شذرات

جسٹس جاوید اقبال کی خود نوشت سوانح

"اپنا گریباں چاک" سے چند اقتباسات

قسط دوم آخر

مرسلہ: نذیر احمد خادم صاحب

ضیاء الحق کی اسلامائزیشن

1986ء کی ایک کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اپنی تقریر کے دوران میں نے جنرل ضیاء الحق کی "اسلامائزیشن" کو تنقید کا نشانہ بنایا اور خصوصی طور پر حدود آرڈیننس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ اس کے تحت (ثبوت کے مشکل معیار کی بنا پر) کسی مجرم کو سزا دے سکنا ممکن نہیں، لہٰذا یہ قانون نمائش ہے۔ ہمارے ضابطوں پر محض سرخی پاؤڈر لگانے کے مترادف ہے اور ایسے قانون کو نافذ کر کے احکام الٰہی کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ تقریر کے اختتام پر علماء حضرات نے شور وغل مچانا شروع کر دیا کہ گزشتہ چودہ سو سالوں میں کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی کہ احکام الٰہی کو "کالعدم" قرار دیا جائے۔ (میں نے یہ کب کہا تھا کہ احکام الٰہی کو "کالعدم" قرار دیا جائے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے علمائے کرام جب کوئی منطقی دلیل پیش نہ کر سکیں تو ایسی ہی تخیلی جذباتیت کا اظہار کر کے آپ کے پاؤں کے نیچے سے دری کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔)

جنرل ضیاء الحق پہلے تو چند لمحے اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے رہے اور علماء حضرات کے شور وغل سے لطف اٹھاتے رہے، پھر یکدم اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور سنجیدہ لہجے میں فرمایا: "علماء حضرات اطمینان رکھیں، ڈاکٹر جاوید اقبال کی سفارشات پر عمل درآمد نہیں کیا جائے گا۔" (یعنی قائداعظم کے نظریات کی طرف رجوع نہیں ہوگا) اس پر تمام علماء حضرات خاموش ہو گئے اور کانفرنس کی کارروائی جاری رہی۔

ظہر کی نماز کے وقفے میں جنرل ضیاء الحق نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا کہ آپ کی وجہ سے تو آج کی محفل میں خوب جوش وخروش پیدا ہو گیا۔ میں نے عرض کیا کہ طے تو یہی ہوا تھا کہ آپ مجھے تقریر کرنے کے لئے نہیں کہیں گے۔ "میں نہ کہتا تو محفل میں جوش، خروش کیسے پیدا ہوتا؟" انہوں نے شرارتی انداز میں ہنستے ہوئے فرمایا۔ ظہر کی نماز کے وقت علماء حضرات علیحدہ علیحدہ ٹولیوں میں بٹ گئے۔ جنرل ضیاء الحق نے مجھ سے کہا کہ آیئے نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے جواب دیا: "سر! میں بقول علامہ اقبال ان دو رکعتوں کے ائمہ کے پیچھے تو نماز نہیں پڑھوں گا۔ البتہ آپ چونکہ پاکستان میں قوت، شوکت اور اقتدار کا سرچشمہ ہیں، آپ کے پیچھے نماز پڑھنا ضرور پسند کروں گا۔" مگر جنرل صاحب امام بننے کو تیار نہ ہوئے۔ کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ میرا بازو پکڑ کر صف میں کھڑے ہو گئے اور ہم نے ظہر کی نماز یاد نہیں کس کی امامت میں ادا کی۔

چند دنوں کے بعد میرے نام گمنام خطوط آنے شروع ہو گئے کہ تم نے اللہ کے قوانین کو "کالعدم" قرار دیا ہے، لہٰذا اس کی عدالت میں تمہیں موت کی سزا مل چکی ہے۔ پس تم فلاں دن کا سورج چڑھتے نہ دیکھ سکو گے۔ وغیرہ۔ میں نے یہ خطوط جنرل ضیاء الحق کے ملٹری سیکرٹری کو انہیں دکھانے کے لئے اپنے عریضہ کے ساتھ ارسال کر دیئے کہ آپ نے میرا منہ کھلوا کر پنجابی کے ایک نہایت ہی "غلیظ" محاورے کے مطابق مجھ سے ایسا گناہ سرزد کروایا ہے جس کی پاداش میں مجھے مرنا قبول نہیں۔ جواب میں ان کے ملٹری سیکرٹری نے تحریر کیا۔ جنرل صاحب فرماتے ہیں کہ آپ اپنا مشن جاری رکھیں، پریشانی کی کوئی بات نہیں۔

(ص205-206)

اقتدار کے لئے مذہب

جنرل ضیاء الحق کے متعلق لکھتے ہیں۔ جنرل صاحب اتنے ہی مسلمان ہیں جتنے بھٹو صاحب تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک نے اسلام کو اپنے اقتدار کی ڈوبتی کشتی کے تحفظ کی خاطر استعمال کیا اور دوسرے نے اسے اپنے اقتدار کے چڑھتے سورج کے استحکام کے لئے۔ مجھے پہلا مارشل لا لگنے پر سکندر مرزا کے اعلان کی یاد نے شرمندہ کر دیا۔ ہم سیاسی مقاصد کی خاطر کب تک اسلام کو بطور "طوائف" استعمال کرتے رہیں گے۔ کیا ہمارے نصیب میں اپنے قائدین کے ہاتھوں سدا الو بنتے رہنا ہی لکھا ہے؟ (ص207)

شریعت بل

پاکستان کے سامنے ایک جدید اسلامی، فلاحی، جمہوری مملکت کا کیا ماڈل ہے۔ ترکی، ایران، سعودی عرب یا طالبان؟ بہرحال جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں جس ماڈل کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا گیا وہ قریب قریب وہی تھا جو بعد ازاں "طالبان" کے روپ میں رونما ہوا۔ پس علامہ اقبال اور قائداعظم کے نام بظاہر لیتے ہوئے ان کے نظریات سے انحراف کا جو عمل جنرل ضیاء الحق کے عہد سے شروع ہوا تھا، وزیراعظم نواز شریف نے اسے ہی آگے بڑھانے کی کوشش کی۔

عملی قدم کے طور پر میاں صاحب نے ایک ایسے شریعت بل کو پارلیمنٹ میں منظور کرانا چاہا جو دستور سے بھی "سوپر" یا ماوراقوت کا حامل تھا۔ ڈرافٹ بل مسلم لیگ پارلیمانی کمیٹی کی میٹنگ میں رکھا گیا اور وزیراعظم نواز شریف نے اس کی حمایت میں تقریر بھی کی۔ مگر بعض ممبران پارلیمنٹ مثلاً خورشید محمود قصوری، بیگم عابدہ حسین، فخر امام وغیرہ نے اعتراض کیا کہ اپنی موجودہ شکل میں شریعت بل پاس نہ ہونا چاہئے۔ خورشید محمود قصوری کو میاں صاحب نے جھاڑ پلا دی کہ اگر شریعت بل کی یہ شکل قبول نہیں تو آپ استعفاء دے دیں اور وہ استعفاء دینے پر تیار بھی ہو گئے۔ مجھے بھی ان لوگوں نے کہا کہ میں بھی بل پر تبصرہ کروں مگر میں نے اس وقت خاموش رہنے کو بہتر سمجھا۔ وجہ دراصل یہ تھی کہ خوشامدی حضرات جو میاں صاحب کو "میرے محترم قائد! آپ کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر" کہتے ہوئے ان کے حق میں اور "اسلام زندہ باد" کے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے بلکہ بل کے خلاف بولنے والوں کو "غدار غدار ایجنٹ ایجنٹ" کہہ کر خطاب کر رہے تھے (ان میں سے اکثریت نے میاں صاحب کے "دیس نکالے" پر سب سے پہلے پارٹی کو چھوڑ دیا) نے کوئی کام کی بات کہنے کی گنجائش ہی نہ چھوڑی تھی۔ بل واقعی اس قابل نہیں تھا کہ پارلیمنٹ کے سامنے رکھا جائے۔ اگر پاس ہو جاتا تو وزیراعظم نواز شریف کو وہ اختیارات مل جاتے جو افغانستان میں امیر المومنین ملا عمر کو حاصل تھے۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو اپنی پسند کی ڈیموکریٹک ڈکٹیٹرشپ ملک میں نافذ کرنا چاہتی تھیں۔ دوسری طرف میاں نواز شریف بھاری مینڈیٹ کی بنیاد پر اسی طرز کے اختیارات اسلام یا شریعت بل کے ذریعہ امیر المومنین بن کر لینا چاہتے تھے۔ میں نے اخبار "نیشن" میں اس بل پر تبصرہ کرتے ہوئے اس میں ترمیم کی ضرورت پر زور دیا۔ اس مرحلہ پر میں نے یہ بھی سوچا کہ وزیراعظم نواز شریف کو پرائیویٹ طور پر مشورہ دینا چاہئے کہ بل کی موجودہ شکل درست نہیں۔ خدا جانے یہ بل کس نے ڈرافٹ کیا تھا۔ لاء منسٹری میں سے تو کوئی بھی یہ ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہ تھا اس لئے یہ معمہ ہی رہا کہ بل کس نے ڈرافٹ کیا ہے۔ میاں صاحب خود تو یہ کام نہ کر سکتے تھے، مگر معلوم ہوتا ہے کسی گمنام شخص کی خدمات حاصل کی گئیں جس نے میاں صاحب کی منشا کے مطابق انہیں شریعت کی "واسکٹ" سی کر پہنا دی۔" (ص241)

مسیحی میت

24 مارچ 1993ء کو آنٹی ڈورس کا لاہور میں انتقال ہو گیا۔ یہ جرمن خاتون جس نے ہماری ماں کی وفات کے بعد میری چھوٹی بہن اور مجھے سنبھالا تھا اور والد کی وفات کے بعد بھی اسی گھر میں ہماری نگہداشت کرتی رہیں۔ جب وہ فوت ہوئیں تو انہیں گلبرگ کے مسیحی قبرستان میں دفنایا گیا۔ یہ انوکھا جنازہ تھا۔ میت مسیحی کی تھی، سوگوار سب کے سب مسلمان تھے۔ انہیں قبر میں اتارتے وقت میں نے اپنی تقریر میں انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔ پادری نے آخری رسومات ادا کیں۔ جرمنی کے قونصل اور اقبال اکادمی پاکستان کے ڈائریکٹر پروفیسر مرزا محمد منور کے علاوہ منیرہ کے سسرال اور میرے خاندان کے افراد موجود تھے۔ ہم اب بھی کبھی کبھار کرسمس کے موقع پر ان کی تربت پر پھول چڑھا آتے ہیں۔ (ص224)

بلغاریہ کی مسلم اقلیت

بلغاریہ میں مسلم اقلیت زیادہ تر ترک مسلمانوں کی ہے۔ انہیں بلغار قوم میں مدغم کرنے کی خاطر عجیب وغریب قسم کے قوانین بنائے گئے۔ مثلاً انہیں اپنے مسلم نام بدل کر بلغاری نام رکھنے پر مجبور کیا گیا اور اگر انہیں اپنے مسلم نام سے کوئی خط لکھے تو وہ خط انہیں نہ ملتا تھا۔ بازاروں اور گلیوں کے مسلم نام بدل دیئے گئے۔ لیبر فورس میں ترک مسلم اقلیت کی لڑکیوں کو بلغاری لڑکوں کے ساتھ شریک کیا جاتا تا کہ وہ آپس میں جنسی تعلقات قائم کر لیں یا شادیاں کر لیں۔ ترک مسلم اقلیت کے اراکین کو بلغاریہ سے ہجرت کر کے ترکی جانے کی اجازت نہ تھی۔ یوں ترک مسلم اقلیت کی مکمل نسل کشی کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اس بین الاقوامی کانفرنس میں سوائے پاکستان، کے کسی اور مسلم ملک کا کوئی نمائندہ موجود نہ تھا البتہ یورپی ممالک، امریکہ اور اسرائیل کے یہودی پیش پیش تھے کیونکہ انہیں یورپ میں بطور اقلیت اسی قسم بلکہ اس سے بھی بدتر آزمائشوں سے گزرنا پڑا تھا۔ مگر ایسے اقدامات سے اقلیتیں ختم نہیں کی جا سکتیں۔ بالآخر بلغاریہ میں کمیونزم کے خاتمہ اور مغربی سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کے نفاذ کے ساتھ یہ مسئلہ خود بخود ختم ہو گیا۔ (ص199)

حکومت گرانے کے ہتھیار

پاکستان میں جب بھی کسی حکومت کو گرانا مقصود ہو تو عموماً اسلام کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال میں لایا جاتا ہے۔ بھٹو کی مخالف سیاسی جماعتوں کے "کٹھ" نے بھی نظام مصطفیٰ تحریک کے تحت ان سے زیادہ تر مذہبی مطالبات ہی کیے۔ مثلاً احمدیوں کو اقلیت قرار دو، اتوار کی بجائے جمعہ کی چھٹی کرو، گھڑ دوڑ پر جوا بند کرو، شراب بند کرو۔ بھٹو نے اپنی کرسی محفوظ کرنے کی خاطر سب مطالبات مان لئے۔ لیکن سیاسی جماعتوں کے "کٹھ" کی تسلی نہ ہوئی۔ دراصل ان کا مقصد کسی قسم کے اسلام کا نفاذ نہ تھا بلکہ کسی نہ کسی طریقہ سے بھٹو کو ہٹانا تھا۔ بہرحال بھٹو اور مخالف سیاسی قائدین کے درمیان بات چیت جاری رہی۔ توقع تھی کہ ان کے درمیان کوئی تصفیہ ہو جائے گا۔ (ص162)

مذہبی تعصب

میری ریٹائرمنٹ کے روز ہی سے مجھے سپریم کورٹ کا جج مقرر کر دیا گیا۔ لاہور ہائی کورٹ میں میرا رخصتی ریفرنس ہوا۔ میرے رفقاء نے بڑے تپاک اور

محبت سے مجھے الوداع کہا۔ جسٹس سعد سعود جان کا تقرر بھی سپریم کورٹ کے جج کے طور پر کر دیا گیا۔ مگر انہیں اپنی لیاقت اور سنیارٹی کے باوجود لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے عہدے سے اس لئے محروم رکھا گیا کہ وہ قادیانی سمجھے جاتے تھے۔ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ جو ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا، وہ مسلمان نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی منصب پر ''غیر مسلم'' کا استحقاق ہو تو اسے محروم رکھنا کہاں کا اسلام ہے؟ میں جب کبھی بھی اس بات پر غور کرتا ہوں تو ندامت سے مجھے پسینہ آنے لگتا ہے۔ ہمارے یہاں ماضی میں اپنی سنیارٹی کے لحاظ سے غیر مسلم ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے چیف جسٹس رہ چکے ہیں۔ مگر وہ قائداعظم کی تعلیمات کا اثر تھا۔ اب ہم پر ضیاء الحق کے متعصب قسم کے اسلام کا نفاذ تھا جس کے سامنے کوئی بول سکنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا کیونکہ ہم ضمیر کی آزادی سے محروم تھے۔ بلکہ بقول اقبال سلطانی و ملائی و پیری کا ''کشتہ'' بن چکے تھے۔'' (صفحہ 195)

مذہبی عدم رواداری پر سیمینار

مجھے حکومت پاکستان نے اقوام متحدہ کے زیر اہتمام '' مذہبی عدم رواداری'' کے موضوع پر ایک سیمینار میں شرکت کے لئے جنیوا (سوئٹزرلینڈ) بھیجا۔ مجھے احساس تھا کہ اس سیمینار میں پاکستان نے احمدی اقلیت سے متعلق جو قانون سازی کر رکھی ہے، اس پر بین الاقوامی برادری کے سامنے کوئی نہ کوئی تسلی بخش جواب دینا پڑے گا۔ اس لئے میں نے وزارت خارجہ سے بریفنگ مانگی۔ مگر وہ مجھے کچھ نہ دے سکے بلکہ جواب دیا کہ وزارت قانون سے پوچھوں۔ میں نے شریف الدین پیرزادہ صاحب سے رابطہ کیا۔ مگر وہاں سے بھی کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا۔ بالآخر میں نے سیمینار میں علامہ اقبال اور قائداعظم کے فرمودات کے حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ بانیان پاکستان مذہبی رواداری سے متعلق کیا خیالات رکھتے تھے مگر جنیوا میں احمدیوں کا مشن بھی سیمینار میں ابزرورز کے طور پر حصہ لے رہا تھا۔ انہوں نے مجھے احمدیوں سے متعلق جنرل ضیاء الحق کی مخصوص قانون سازی پر خوب لتاڑا، بلکہ مجھ سے بین الاقوامی برادری کے روبرو اپیل کی کہ اپنی حکومت کو علامہ اقبال اور قائداعظم کے مذہبی رواداری سے متعلق اصول اپنانے کی تلقین کروں۔ میرا موقف یہی تھا کہ یہ قانون سازی احمدی برادری کے خلاف نہیں بلکہ ان کے تحفظ کی خاطر کی گئی ہے تاکہ وہ مسلم اکثریت کے غیظ و غضب کا نشانہ نہ بنیں۔ مگر بین الاقوامی برادری نے میرے دلائل مسترد کر دیئے اور اس مسئلہ پر جو بھی قراردادیں پاس ہوئیں سب کی سب پاکستان کے خلاف تھیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق کے زمانے ہی سے بین الاقوامی برادری میں پاکستان کا امیج مذہبی طور پر ایک تنگ نظر اور متشدد ریاست کے ابھرا۔ میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا کہ جب بانیان پاکستان کی نگاہ میں پاکستان کو ایک وسیع النظر اور روادار ریاست بننا تھا تو پھر مذہبی طور پر وہ تنگ نظر اور متشدد ریاست کیونکر بن گئی؟ (صفحہ 192-191)

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو **دفتر بہشتی** مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر **35052** میں افشین نذیر بنت چوہدری نذیر احمد قوم گوندل پیشہ طالب علمی عمر 20 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھڈال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 14-2-2003 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی انگوٹھی مالیتی -/2000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ افشین نذیر بنت چوہدری نذیر احمد بھڈال ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر 1 وقاص احمد گوندل وصیت نمبر 32604 گواہ شد نمبر 2 چوہدری نذیر احمد گوندل والد موصیہ

مسل نمبر **35053** میں عطاء النصر منصور ولد مبشر احمد قوم اعوان پیشہ طالب علمی عمر...... سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک سدیو ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 15-1-2003 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد عطاء النصر منصور ولد مبشر احمد چک سدیو ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر 1 مظفر احمد وصیت نمبر 24142 گواہ شد نمبر 2 مبشر احمد وصیت نمبر 25080

مسل نمبر **34741** میں نعیم احمد ولد نصیر احمد قوم اعوان پیشہ طالب علمی عمر 18 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھڑتھانوالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 28-8-2002 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد نعیم احمد ولد نصیر احمد بھڑتھانوالہ ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر 1 طیب الرحمٰن ولد محمد سلیم بھڑتھانوالہ ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر 2 لیٰسین احمد ولد نصیر احمد بھڑتھانوالہ ضلع سیالکوٹ

مسل نمبر **34744** میں رابعہ حنا بنت عبداللطیف اعوان قوم اعوان پیشہ طالب علمی عمر 23 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بہاولپور حال فیکٹری ایریا ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 20-10-2002 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1۔ زرعی زمین رقبہ 6 ایکڑ واقع موضع حاصل لاڑ چنی گوٹھ ضلع بہاولپور مالیتی -/600000 روپے۔ 2۔ طلائی زیورات وزنی 2 تولے 4 ماشے مالیتی -/16300 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/300 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ رابعہ حنا بنت عبداللطیف اعوان بہاولپور حال ربوہ گواہ شد نمبر 1 عبداللطیف اعوان والد موصیہ گواہ شد نمبر 2 چوہدری محمد سلیم احمد ولد چوہدری غلام غوث ماڈل ٹاؤن اے بہاولپور

مسل نمبر **34940** میں منزہ عزیز زوجہ عزیز الرشید قوم گھمن پیشہ خانہ داری عمر 22 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالعلوم شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکرہ آج بتاریخ 22-8-2002 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1۔ حق مہر بذمہ خاوند محترم -/25000 روپے۔ 2۔ طلائی زیورات وزنی 10 تولے مالیتی -/50000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ منزہ عزیز زوجہ عزیز الرشید دارالعلوم شرقی ربوہ گواہ شد نمبر 1 عنایت اللہ خالد وصیت نمبر 13241 گواہ شد نمبر 2 محمد الدین وصیت نمبر 15530

مسل نمبر **34941** میں راشدہ یوسف زوجہ محمد یوسف باجوہ قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر 55 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 9-1-2003 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1۔ حق مہر وصول شدہ -/4000 روپے۔ 2۔ طلائی زیورات وزن نصف تولہ مالیتی -/3000 روپے۔ 3۔ زمین برقبہ 5 مرلے واقع دارالرحمت شرقی الف ربوہ۔ اس وقت مجھے مبلغ -/500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ راشدہ یوسف زوجہ محمد یوسف باجوہ دارالرحمت شرقی ربوہ گواہ شد نمبر 1 عبدالشکور جاوید وصیت نمبر 21123 گواہ شد نمبر 2 محمد یوسف باجوہ خاوند موصیہ

میر کارواں

جس سے اٹھی تھی ڈور دل کی ہماری بندھی ہوئی
سارے جہاں میں بزم تھی جس کی سجی ہوئی
جس کی زباں پہ نطق و بیاں کے تھے معجزے
اسرار عشق جس نے کتابوں میں لکھ دیئے
اردو کلاس تھی یا لقاء مع العرب
عرفان و آگہی و محبت کی تاب و تب
تھیں بے نیاز خوف و تکلف سے مجلسیں
قائم تھے فاصلے بھی تو حاصل تھیں قربتیں
حدِ ادب کے سب کو سلیقے سکھا دیئے
نسلوں کو کتنی اس نے سبق سب پڑھا دیئے
نزدیک و دور سارے دلوں کا شفیق تھا
وہ شخص کیا تھا جس کا محبت طریق تھا
دست دعا میں شامل خدا کی عطا بھی تھی
بخشی خدا نے چارہ گری میں شفا بھی تھی
ہوتا ملول سن کے حکایاتِ درد و غم
اور مانگتا دعائیں کہ ہوں دور سب الم
اس نے اک ایم ٹی اے کا بھی تحفہ عطا کیا
گھر گھر میں ایک عالم کو عالم دکھا دیا
پورا خدا کا وعدہ بڑی شان سے ہوا
اکناف تک زمیں کے جب ابلاغ ہو گیا
جس شخص نے جہاں میں تہلکہ مچا دیا
عشق و وفا و پیار کا دریا بہا دیا
جب آ گیا بلاوا خدائے کریم کا
چپکے سے وہ روانہ سویرے ہی ہو گیا
اس کی مفارقت کی خبر جس گھڑی ملی
عشاق باوفا پہ تو بجلی سی گر پڑی
اشکوں کے آبشار نہ رکتے کسی طرح
اور خوف نے بھی دل کو تھا جکڑا بری طرح
خوف و الم کی کالی گھٹاؤں کی اوٹ سے
پھر چاند ایک نکلا رضائے خدا لئے
پھر سے رواں دواں ہے محبت کا کارواں
عشاق باوفا ہیں اور اک میر کارواں

خالد ہدایت بھٹی

جماعت احمدیہ جرمنی کی 22ویں مجلس شوریٰ

جماعت احمدیہ جرمنی کی 22ویں مجلس شوریٰ مورخہ 6تا8 جون 2003ء جماعت احمدیہ جرمنی کے مرکز ''بیت السبوح'' میں کامیابی سے منعقد ہوئی، جس کی تمام کارروائی امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی زیر صدارت ہوئی۔ شوریٰ کے لئے جرمن زبان مقرر تھی تاہم تمام کارروائی کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ نمائندہ خواتین کے لئے علیحدہ انتظام کیا گیا تھا، اور انہیں کارروائی میں شامل کرنے کے لئے TV اور سائیک کا انتظام موجود تھا۔ پہلے دن شام پانچ بجے مجلس شوریٰ کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم محمد داؤد مجوکہ صاحب معاون سیکرٹری شوریٰ نے جرمنی بھر کی جماعتوں سے بھجوائی جانے والی وہ تجاویز پڑھ کر سنائیں جو شوریٰ کے ایجنڈے میں شامل نہیں کی جاسکی تھیں۔

امسال ایجنڈے میں چار تجاویز اور بجٹ برائے مالی سال 2003تا2004 شامل تھا۔ دو تجاویز کا تعلق شعبہ تعلیم و تربیت سے اور دو تجاویز کا شعبہ تصنیف واشاعت سے تھا۔ ان تجاویز پر تفصیلی غور کرنے کے لئے محترم امیر صاحب نے تین سب کمیٹیاں مقرر فرمائیں جو نمائندگان شوریٰ میں سے ہی اراکین پر مشتمل تھیں۔ ان کمیٹیوں نے رات بھر اپنے اپنے اجلاسات میں غور کرنے کے بعد دوسرے دن صبح کے اجلاس میں اپنی اپنی رپورٹ اور سفارشات پیش کیں۔

مجلس شوریٰ میں ان تجاویز پر بحث تیسرے دن بروز اتوار بعد دوپہر 15:30 تک جاری رہی۔ جس کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب نے نمائندگان سے خطاب کیا۔ اس طرح جماعت جرمنی کی بائیسویں مجلس شوریٰ ایمان افروز ماحول میں اختتام پذیر ہوئی، الحمدللہ۔ اس شوریٰ میں 500 سے زائد اراکین شوریٰ نے شرکت کی اور بہت سے زائرین نے بھی کارروائی سنی۔

(اخبار احمدیہ جرمنی۔ جون 2003ء)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات امیر / صدر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

☆ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مکرم ملک مسعود احمد خان دارالعلوم وسطی اور مکرمہ محمودہ مسعود صاحبہ کو مورخہ 31 جولائی 2003ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے اور خدا کے فضل سے تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ نومولود کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مشہود احمد عطا فرمایا ہے۔ بچہ مکرم ملک سعید احمد خان صاحب انجینئر مرحوم ربوہ کا پوتا اور مکرم چوہدری رفیق احمد صاحب انجم دارالعلوم غربی خلیل کا نواسہ ہے نومولود کے نیک صالح، خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

نکاح

☆ مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب دارالعلوم غربی تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 25 جولائی 2003ء بعد نماز جمعہ بیت الحمد منڈی بہاؤالدین میں مکرم محمد منیر احمد شمس مربی سلسلہ نے خاکسار کے بیٹے چوہدری عبدالحلیم صاحب مقیم لندن کا نکاح ہمراہ مکرمہ رضوانہ آفتاب صاحبہ بنت مکرم چوہدری آفتاب احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت منڈی بہاؤالدین مبلغ آٹھ ہزار پونڈ پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے بابرکت ثمرات سے نوازے دونوں خاندانوں اور جماعت کیلئے مبارک کرے۔ آمین

سانحہ ارتحال

☆ مکرم احمد الدین صاحب پنشنر تحریک جدید حال کارکن انصاراللہ پاکستان لکھتے ہیں کہ 28 جولائی 2003ء کو خاکسار کی والدہ صاحبہ مکرمہ حاکم بی بی صاحبہ اہلیہ محمد الدین صاحب مرحوم مورخہ 28 جولائی 2003ء بعمر ایک سو سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تہجد گزار خوش طبع اور ملنسار تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ دو بیٹے اور ایک بیٹی جرمنی میں ہیں۔ مورخہ 30 جولائی 2003ء کو بعد نماز عصر مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے دعا کروائی۔ مرحومہ کی مغفرت بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل کے عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

ضرورت ملازم

ایک کارکن عمر 20 سے 50 سال تعلیم کم از کم میٹرک پاس ہو۔ درخواست صدر صاحب محلہ کی تصدیق کے ساتھ ہمراہ لائیں۔

عزیز ہومیوپیتھک گولبازار ربوہ

خبریں

ربوہ میں طلوع وغروب

سوموار	4۔اگست	زوال آفتاب	12-14
سوموار	4۔اگست	غروب آفتاب	7-05
منگل	5۔اگست	طلوع فجر	3-52
منگل	5۔اگست	طلوع آفتاب	5-24

5مرلے کے مکانات ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کی قرارداد چیلنج۔صوبائی وزیرا یکسائز ڈاکٹر شفیق چودھری نے 5مرلہ مکانوں پر پراپرٹی ٹیکس ختم کرنے کے حق میں پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن کی قرارداد کی منظوری کو چیلنج کر دیا ہے۔ انہوں نے موقف اختیار کیا کہ 5مرلے پر پراپرٹی ٹیکس ختم کرنے کے لئے ابھی قانون سازی نہیں ہوئی اس کے لئے دوبارہ قرارداد لائی جائے۔ اپوزیشن کے مطابق وزیر ایکسائز غریب عوام کی بہتری نہیں چاہتے اس لئے قرارداد کی مخالفت کرر ہے ہیں۔

قومی اسمبلی میں اجلاس کی کارروائی نہیں چلنے دیں گے۔مسلم لیگ (ن) کے قائمقام صدر مخدوم جاوید ہاشمی نے کہا ہے کہ موجودہ پارلیمنٹ ایل ایف اوکوآئین کا حصہ بنانے کی مجاز نہیں ہے اس لئے اگر حکومت اور مجلس عمل کے مابین ایل ایف او پر کوئی سمجھوتہ ہوااوراس سمجھوتے کوآئینی پیکج کی شکل دے کر پارلیمنٹ کے ذریعے منظور کروا لیا گیا تو مسلم لیگ (ن) اس کے باوجود ایل ایف او کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھے گی اور دوتہائی اکثریت ملتے ہی ایل ایف اوکوآئین سے نکال دیا جائے گا۔

حکومت مجلس عمل مذاکرات میں تعطل۔ مجلس عمل کے پارلیمانی لیڈر قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ ایم ایم اے اور حکومت کے مابین جاری مذاکرات تعطل کا شکار ہوگئے ہیں،قومی اسمبلی کا اجلاس بلاکرحکومت نے مذاکرات کا ماحول تباہ کر دیا ہے۔ یہ ان کی طرف سے وعدہ خلافی کا ارتکاب ہے۔ متحدہ اپوزیشن حکمت عملی اختیار کرے گی۔

پنجاب سندھ کواکیلانہیں چھوڑے گا۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ پاکستان کے عوام ایک خاندان کی طرح ہیں اس مشکل گھڑی میں پنجاب کے عوام سندھ کے بھائیوں کے شانہ بشانہ ہیں۔حکومت پنجاب اس مصیبت کی گھڑی میں سندھ کو اکیلانہیں چھوڑے گی۔ وہ حالیہ بارشوں کی تباہ کاریوں سے متاثرہ ضلع بدین کے دورے کے موقع پر صحافیوں سے گفتگوکرر ہے تھے۔ان کے ہمراہ وزیراعلیٰ سندھ علی محمد مہر بھی موجود تھے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 5 کروڑ روپے کی امداد کا چیک بھی وزیر اعلیٰ سندھ کو پیش کیا۔

کراچی اسٹاک ایکسچینج میں ریکارڈ تیزی۔ غیر ملکی سرمایہ کاروں کی بالواسطہ اور سرکاری مالیاتی اداروں کی براہ راست سرمایہ کاری بڑھنے کے باعث کراچی اسٹاک ایکسچینج میں بھی تیزی کی بڑی لہر رونما ہوئی جس سے ملک کی تاریخ میں پہلی بار انڈکس کی 4 ہزار کی تاریخی حد عبور ہوگئی ہے۔ کاروباری سرگرمی کا دائرہ کار 454 کمپنیوں کے حصص پر مشتمل رہا۔ 205 کے بھاؤ میں اضافہ اور 180 کے داموں میں کمی ہوئی۔

اوزون کی تہہ میں پڑنے والا شگاف۔ امریکی سائنس دانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ زمین کے گرد موجود اوزون کی تہہ میں پڑنے والا شگاف بھرنا شروع ہوگیا ہے آئندہ پچاس برس میں یہ تہہ اپنی اصلی حالت میں واپس آجائے گی۔

نیپال میں 58 ہلاک اور 30 لاپتہ۔ نیپال میں شدید بارشوں اور مٹی کے تودے گرنے سے 58 افراد ہلاک اور 30 لاپتہ ہوگئے۔

عراق کے خلاف جنگ اسلام پر حملہ ہے۔ بی بی سی کی جانب سے کئے جانے والے سروے سے معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ میں آباد مسلمانوں کی اکثریت عراق پر حملے کواسلام پر حملہ کرنے کے مترادف قرار دیتی ہے۔ 11 ستمبر کے حملوں کی ذمہ داری القاعدہ پر ڈالنا درست نہیں۔

رام مندر۔ بھارتی وزیراعظم واجپائی نے اعلان کیا ہے کہ ایودھیا میں بابری مسجد کی جگہ رام مندر ضرور بنے گا کسی کواس کی تعمیر میں روکاٹ نہیں بننے دیں گے۔

صدام کی نئی آڈیوٹیپ۔ایک عربی ٹی وی چینل نے سابق عراقی صدر صدام حسین کی نئی آڈیوٹیپ جاری کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امریکی فوج کے خلاف مزاحمت جاری رکھیں صورت حال معمول پر آنے تک نہ صرف ملک اور بعث پارٹی کے اثاثوں کی حفاظت کریں جوامریکی فوج سے بھاگ رہے ہیں۔ صدام نے تکریت میں مزاحمت جاری رکھنے کا بھی اعلان کیا عراق میں ایک امریکی قافلے پر راکٹوں سے حملہ کیا گیا۔ ٹینک اور گاڑی تباہ ہوگئی۔

عراق جنگ سے القاعدہ کوتقویت ملی۔ برطانیہ کی ایک پارلیمانی پارٹی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ القاعدہ اب بھی نئے حملے کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے اور عراق جنگ سے اسے تقویت ملی ہے۔ القاعدہ کے کئی بڑے لیڈروں کی گرفتاری کے باوجود اسامہ بن لادن کی جماعت برطانیہ کے لئے قابل ذکر خطرہ ہے۔ عراق جنگ سے القاعدہ کے خلاف کوششوں کو نقصان پہنچا۔ اس کے پاس خطرناک حد تک بڑی تعداد میں فوجی موجود ہیں اور وہ خود کو دوبارہ منظم کرنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کرچکی ہے۔

چیچنیا میں آپریشن اور جھڑپیں۔جنوبی چیچنیا میں روسی فوج کے آپریشن کے دوران 25 چیچن جانباز جاں بحق ہوگئے جبکہ 10 روسی فوجیوں کو ہلاک کر دیا گیا۔

بقیہ صفحہ 1

تھی۔ آپ مکرم کیپٹن احمد دین صاحب کے بیٹے تھے آپ کوفوجی خدمات پر ستارہ بسالت کا اعزاز ملا۔ آپ مخلص فدائی احمدی تھے آپ نے وفات سے دودن قبل سال بھر کا چندہ ادا کر دیا تھا اور پہلے بھی آپ کا یہی طریق تھا۔ آپ کی والدہ بفضل خدا حیات ہیں۔ آپ نے دو بیٹے بھی یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لواحقین کو راضی برضا رکھے اور قربانی کے ثمرات سے نوازے۔ آمین

مکرمہ مسز شمیم قمر صاحبہ صدر لجنہ ٹیکسلا مورخہ 24 جون 2003ء کو کار کے حادثہ میں زخمی ہوئیں اور 25 جون کووفات پاگئیں۔ آپ مخلص خاتون تھیں جو جماعتی خدمات میں پیش پیش رہتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت نصیب کرے۔ آمین

مکرمہ مسز روبینہ مقصود شاہ صاحب سابق صدر لجنہ ٹیکسلا بھی 24 جون 2003ء کوکار کے حادثہ میں زخمی ہوئیں اور 25 جون کو انتقال کر گئیں۔ آپ مکرم سید مسعود مبارک شاہ صاحب مرحوم سابق ناظر مال خرچ کی بہو تھیں۔ نہایت مخلص، دعا گو، نیک دل خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ اوران کے بچوں اور پسماندگان کوصبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مکرم عبدالشکور عاصم صاحب ابن مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آف کنری سندھ 6 جولائی بروز اتوار کوحرکت قلب بند ہو جانے سے نماز سنٹر Wiesbaden جرمنی میں وفات پا گئے۔ آپ ماہانہ اجلاس عام میں شامل تھے اور ضیافت کا بندوبست کرر ہے تھے۔ نہایت ملنسار، مہمان نواز طبیعت کے مالک تھے۔ جماعتی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ 4 بیٹے جو وقف نو میں شامل ہیں یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی وناصر ہو اور مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

دورہ نمائندہ مینیجر الفضل

ادارہ الفضل نے مکرم ملک مبشر احمد یاور اعوان صاحب کومندرجہ ذیل مقاصد کیلئے ربوہ میں اپنا نمائندہ مقرر کیا ہے۔

(i) الفضل کے نئے خریدار بنانا۔ (ii) الفضل کے خریداران سے چندہ الفضل اور بقایاجات وصول کرنا۔ (iii) الفضل میں اشتہارات کی ترغیب اور وصولی۔

تمام عہدیداران جماعت اور احباب کرام سے تعاون کی درخواست ہے (مینیجر روزنامہ الفضل)

نورتن جیولرز

زیورات کی عمدہ ورائٹی کے ساتھ

ریلوے روڈ نزد یوٹیلیٹی اسٹور ربوہ

فون دکان 213699-214214 گھر 211971

حکیم عبدالحمید اعوان کا چشمہ فیض

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

مطب حمید

کا مطب پروگرام حسب ذیل ہے

- ہر ماہ 3-4-5 تاریخ عقب دھوبی گھاٹ گلی نمبر 1/7 مکان نمبر P-256 فیصل آباد فون: 041-638719
- ہر ماہ 6-7 تاریخ اقصیٰ چوک ربوہ رحمان کالونی مکان نمبر P-7/C فون نمبر: 04524-212855-212755
- ہر ماہ 10-11-12 تاریخ NW741 دوکان نمبر 1 کالی ٹینکی نزد ظہورالٰہی اسا کو سید پور روڈ راولپنڈی فون: 051-4415845
- ہر ماہ 15-16-17 تاریخ 49 ٹیل مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری بورڈ فیصل آباد روڈ سرگودھا فون: 0451-214338
- ہر ماہ 23-24 تاریخ ضیاء روڈ ہارون آباد ضلع بہاولنگر فون: 0691-50612
- ہر ماہ 25-26-27 تاریخ حضوری باغ روڈ پرانی کوتوالی ملتان فون: 061-542502
- کرسچن ٹاؤن مین کورنگی روڈ نزد کورنگی بس ڈپو کراچی نمبر 31

باقی دنوں میں مشورہ کے خواہش مند اس جگہ تشریف لائیں۔

مطب حمید

نزد شیل پٹرول پمپ جی ٹی روڈ چنڈی بائی پاس گوجرانوالہ

فون کلینک: 0431-891024-892571

سب آفس چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

فون: 0431-219065-218534

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 29